ڈاکٹر وفا راشدی

برصغیر میں قرآنِ حکیم کا پہلا مکمل فارسی ترجمہ

حضرت مخدوم نوح سرور ہالائی رحمتہ اللہ علیہ سندھی نے دسویں صدی ہجری میں "القرآن الحکیم" کا مکمل ترجمہ مع تفسیر کے فارسی زبان میں کیا۔ یہ نہ صرف سندھ بلکہ پورے برصغیر پاک و ہند میں قرآنِ مجید کا پہلا مکمل فارسی ترجمہ ہے[1] یہ نسخہ پاکستان کے ادارہ سندھی ادبی بورڈ جام شورو نے ۱۴۰۱ھ (۱۹۸۱ء) میں اس وقت کے چیئرمین علّامہ غلام مصطفٰے قاسمی کی نگرانی میں بڑے اہتمام سے شائع کیا ہے۔ علّامہ موصوف نے فارسی زبان ہی میں اس نسخے کی تقدیم اور تحشیہ و تصحیح کے فرائض بطریق احسن انجام دیے ہیں۔ اس قرآن مجید کی طباعت و اشاعت انتہائی نفیس اور صوری و معنوی اعتبار سے معیاری انداز میں ہوئی ہے۔

"القرآن الحکیم" کے اس مطبوعہ نسخے کی کل ضخامت بڑے سائز پر ۱۲۶۰ صفحات ہے۔ جس میں سے عربی متن (یعنی اصل قرآن بھی) ۶۱۰ صفحات پر اور فارسی ترجمہ و تفسیر بھی ۶۱۰ پر مشتمل ہے۔

کتاب کے شروع میں علامہ قاسمی کا معلومات آفریں "مقدمہ" ہے جو چالیس صفحات پر محیط ہے۔

ساتویں صدی ہجری یعنی حضرت مخدوم نوح کے ترجمے سے پہلے کی صدیوں میں علما و فقہائے ہند نے اپنے اپنے عہد میں قرآن شریف کے فارسی ترجمے کیے لیکن یہ تمام ترجمے چند سورتوں یا آیتوں تک محدود تھے۔ مثلاً علّامہ شہاب الدین دولت آبادی کی تفسیر "بحر المواج" نویں صدی ہجری کی تالیف ہے۔ یہ سورۂ فاتحہ سے سورۂ انعام تک ہے۔

علامہ ابوالفضل (متوفی ۹۵۸ھ) نے بھی دسویں صدی ہجری کے وسط میں تفسیر آیۃ الکرسی لکھی۔
علامہ غلام مصطفےٰ قاسمی نے مقدمے میں ان تفاسیر کے علاوہ کتب خانہ آصفیہ حیدرآباد (دکن) کے حوالے سے جن قلمی نسخوں کا ذکر فرمایا ہے، ان میں شیخ نظام الدین تھانیسری کی تفسیر فارسی "ریاض القدس" پارۂ عم، نامعلوم ترجمے کی تفسیر سورۂ الملک وسورۂ المدثر اور حضرت شاہی کی تفسیر معالم الاسرار ہے۔

دسویں صدی ہجری میں حضرت مخدوم نوح ہالائی کے مکمل فارسی ترجمے کے بعد گیارھویں صدی ہجری سے علمائے کرام نے ترجمہ وتفسیر کی طرف زیادہ توجہ دی۔ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے والد ماجد حضرت شاہ عبدالرحیم نے معاشرے کی اصلاح وتطہیر کی خاطر تحقیق وتفہیم کے ساتھ درسِ قرآن کا سلسلہ جاری کیا۔ وہ سبق کے طور پر قرآن کے متن کو لفظ بہ لفظ ترجمہ و تفسیر کے ساتھ سمجھاتے، طلبا کے سامنے وضاحت سے مطالب قرآن بیان فرماتے اور آیات قرآنی کی روشنی میں مسائل زندگی پر بحث کرتے۔ حضرت شاہ عبدالرحیم کا نظریہ یہ ہے کہ قرآن حکیم ایک فن کی کتاب ہے۔ اہل علم کو اس فن میں کامل دسترس ہونی چاہیے۔
شاہ عبدالرحیم کی تعلیم وتربیت کا نتیجہ تھا کہ ان کے نامور فرزند حضرت شاہ ولی اللہ (وفات ۱۱۷۶ھ) نے اپنے والد کا طریقہ اختیار کیا۔ شاہ صاحب نے ۱۱۵۱ھ میں فتح الرحمٰن کے نام سے قرآن مجید کا مکمل فارسی ترجمہ کیا۔

تیرھویں صدی ہجری میں جو تفسیر مشہور ہوئی وہ حضرت شاہ ولی اللہ کے خلف رشید حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی (متوفی ۱۲۳۸ھ) کی تفسیر فتح العزیز معروف بہ تفسیر عزیزی ہے۔ یہ تفسیر مکمل نہیں۔ صرف سورۂ بقرہ اور پارہ عم پر مشتمل ہے۔
حضرت مخدوم نوح ہالائی رح علومِ ظاہری وعلوم باطنی کے مجموعہ کمالات بزرگ تھے۔ علومِ قرآن، حدیث، تفسیر، تجوید، فقہ اور مسائل دینی ودنیوی پر گہری نظر رکھتے تھے۔ قرآنی آیات کی تفسیر وتفہیم اور احادیثِ نبوی کی توضیح وتشریح آسان الفاظ میں ایسے دلآویز پیرائے میں بیان فرماتے کہ اُس عہد کے بڑے بڑے علما وفقہا ان کی ذہانت وادراک اور تبحر علمی کے مداح ومعترف ہوتے۔ ان کے درس وتفسیر کی شہرت اتنی زیادہ تھی کہ

دور دور سے لوگ ان کی خدمت میں حاضر ہوتے، مسائل قرآنیہ کے ساتھ دیگر مسائل کا حل دریافت کرتے اور ان کی بارگاہ سے فیض یاب ہو کر اُٹھتے۔ حضرت مخدوم نوح ہالائیؒ کی دینی و قرآنی خدمات کا اندازہ ان کے ملفوظات و مکتوبات کے علاوہ ان کے ترجمہ و تفسیر قرآن سے بخوبی لگایا جاسکتا ہے۔

علامہ غلام مصطفیٰ قاسمی؎۲ حضرت مخدوم نوح ہالائیؒ کے فارسی ترجمے کی بہت سی خصوصیات بیان کرتے ہیں۔ مثلاً:

۱۔ قدامت میں اسے شرفِ اوّلیت حاصل ہے۔

۲۔ اس میں مقطعات و متشابہات کے اسرار و رموز کے واضح اشارے ہیں۔

۳۔ ہر صفحے کے داہنی طرف قرآن کریم کا اصل متن ہے۔ اس کے بالمقابل ہر صفحے پر آیت کا سلیس اور جامع ترجمہ ہے۔ ساتھ ہی متشابہ آیات کی تاویل و تشریح ہے۔ حاشیے میں آیات کی تصریح، محاوروں، استعاروں پر مبنی لفظوں اور جملوں کی تحقیق شامل ہے۔ علامہ قاسمی نے جگہ جگہ اس کی حاشیے میں نشان دہی کی ہے۔

۴۔ بین السطور مسائل کا ترجمہ اس خوش اسلوبی سے کیا گیا ہے کہ کسی اور ترجمے یا تفسیر کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔

۵۔ ترجمے کی زبان اس قدر سہل اور آسان ہے کہ عالم اور غیر عالم سب اس سے استفادہ کر سکتے ہیں۔

۶۔ ایک سو چودہ سورتوں کے شروع میں "بسم اللہ الرحمٰن الرحیم" کا ایک سو چودہ مرتبہ جو ترجمہ کیا گیا ہے، ہر ترجمہ ایک دوسرے سے مختلف ہے۔ اسی طرح ہم معنی آیتوں کے ترجمے بھی مختلف الفاظ اور جداگانہ انداز میں کیے ہیں۔ یہ جدت فارسی کے کسی دوسرے ترجمے میں دیکھنے میں نہیں آتی۔ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ قدرت نے مترجم کو ترجمے کے فن میں بے پناہ صلاحیتوں سے نوازا ہے اور یہ فارسی زبان و ادب پر ان کی بے مثال دسترس کا ثبوت ہے۔

۷۔ ترجمہ و تفسیر میں اسلاف مفسرین و محدثین کے طریقوں کو ملحوظ رکھا گیا ہے۔

۸۔ ترجمے کے ضمن میں مختصر تعلیقات سے معانی و مطالب کو سمجھنے میں مدد ملتی ہے۔ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے بھی "فتح الرحمٰن" کے ترجمے و تعلیقات میں یہی انداز اختیار کیا تھا اور طباعت کے وقت ایسے ہی تعلیقات حاشیے میں شامل کیے گئے ہیں۔

قرآن مجید اور اس کے ترجمے و تفسیر کا اصل نسخہ مترجم و مفسر حضرت مخدوم نوح ہالائی کے زیر نگرانی ان کے مرید و خلیفہ خاص حضرت بہاءالدین گوڈڑیہ ٹھٹھوی نے لکھا تھا جو ٹھٹھہ کی میمن برادری کے فرد تھے۔ حضرت مخدوم اور ان کے دیگر مریدین بہاءالدین گوڈڑیہ کا بہت احترام کرتے ہیں۔ بہاءالدین گوڈڑیہ کے عقیدت مندوں میں سندھ کے عظیم صوفی شاہ عبداللطیف بھٹائی کے جد امجد (حضرت مخدوم نوح کے خلیفہ خاص) حضرت شاہ عبدالکریم بلڑی والے (متوفی ۱۰۳۲ھ) بھی تھے۔ سندھی کے عظیم المرتبت صوفی شاعر قاضی قاضن سیوستانی (متوفی ۹۵۸ھ) حضرت مخدوم نوح کے ہم عصر تھے۔ قاضی قاضن اور شاہ کریم دونوں وادیٔ مہران کی برگزیدہ علمی و دینی شخصیات تھے۔[۵۳]

یہ نسخہ دو خطوں میں لکھا گیا ہے۔ خطِ قرآن مقدس سیاہی میں، ترجمہ سُرخی میں۔ ہر سطر کے نیچے ترجمہ ہے۔ علامہ قاسمی مقدمہ (ص ۱۵) میں تحریر فرماتے ہیں۔ "پہلے یہ خیال تھا کہ اسی نسخے کو آفسٹ میں چھپایا جائے، لیکن خطِ قرآن رسم الخط مصحف عثمانی کے مطابق نہ تھا اور ان میں بہت سی غلطیاں تھیں لہٰذا یہ ارادہ ترک کر دیا گیا۔ اوّل تا آخر نسخے کی از سر نو کتابت کرائی گئی اور اس کی طباعت آفسٹ میں عمل میں آئی۔

اصل نسخے کے ورقِ اوّل میں جو عبارت درج ہے اس سے اس کا یہ سنِ کتابت معلوم ہوا۔

> "بدانکہ بعد از آوردن کرخی از شہر تہتہ مورخہ بیست و ہفتم ماہ شعبان در نوشتنِ ترجمہ بعد شروع کردم در تاریخ ۱۰۱۱ھ بفضل و کرم امید کہ بحرمتِ قرآن و حرمت نبی آخر الزماں جملہ ترجمہ بخیر و سلامت تمام کرد۔ آمین آمین آمین"[۵۴]

قرآن کریم اور حضرت مخدوم نوح کے ترجمے مع تفسیر کا یہ اصل نسخہ درگاہ سرور ہالا کے

موجودہ سولھویں سجادہ نشین اور سروری جماعت کے پیشوا مخدوم محمد زمان طالب مولیٰ کی ملکیت ہے ۔ ان ہی کی تحریک پر علامہ قاسمی نے اسے مدوّن کیا ۔ اس نسخے کی کتابت ۱۱۰۱ھ میں ہوئی تھی ۔ ظاہر ہے کہ یہ پانچ سو سالہ پُرانا نسخہ ہے ۔ پانچ صدیاں گزرنے کے بعد اس کے کاغذ کا خستہ و خراب ہونا ، رنگ کا بدلنا ، حروف کا مدھم ہونا اور اکثر حصوں کا ناقابل خواندہ صورت اختیار کر لینا کوئی تعجب خیز بات نہیں تھی ۔ ان حالات میں علامہ قاسمی کو مخطوطے کے پڑھنے ، تصحیح کرنے ، صاف کرنے اور کتابت و طباعت کے لائق بنانے میں جس تکلیف دہ صورتِ حال اور دشوار گزار مرحلوں سے گزرنا پڑا اس کا اندازہ وہی لوگ کر سکتے ہیں جن کو اس قسم کے کاموں سے واسطہ پڑتا ہے ۔

بہر حال یہ علامہ موصوف کی مخطوطہ شناسی ، عربی و فارسی علوم و زبانوں پر قدرت ، ترجمہ و تفسیر کی تفہیم و تدوین سے مکمل واقفیت ، دین سے گہرا لگاؤ ، اللہ اور اس کے رسول سے بے پناہ محبت کا نتیجہ تھا کہ اُنھوں نے کئی سال کی شب و روز محنتِ شاقہ ، عرق ریزی اور دیدہ وری کے بعد ہر قسم کی مشکلات پر قابو پا لیا اور تکمیل کی آخری منزل پر پہنچا کر دم لیا ۔

علامہ قاسمی نے اپنی نگرانی میں کتابت و طباعت کروائی ، عربی متن کی کتابت بخاری مسجد علیم پورہ کراچی کے عبد الرؤف خطّاط نے کی ۔ فارسی متن کی کتابت لاہور کے ایک خوش نویس نے کی ہے ۔ (جن کا نام تا حال معلوم نہیں ہو سکا) عربی متن کے ہر صفحے کے سامنے فارسی ترجمہ و تفسیر آیت بہ آیت نمبر وار لکھی گئی ہے ۔ عربی و فارسی دونوں کی کتابت بہت عمدہ ہے ۔ خطوں اور سطروں میں یکسانیت و ہم آہنگی ہے ۔ یہ سب کچھ علامہ قاسمی کی خصوصی توجہ اور مسلسل محنت سے ہو سکا ہے ۔

علامہ غلام مصطفیٰ قاسمی نے مقدمے میں قرآنِ مجید کے نزول سے لے کر اس کے قلمی نسخوں اور تمام دُنیا میں اس کی ترویج کی تاریخ بیان کر دی ہے ۔ اسناد و دلائل کے ساتھ اُنھوں نے قرآن حکیم کی فضیلت اور علومِ قرآنی کی اشاعت پر بھی سیر حاصل بحث کی ہے ۔ مثلاً جمع قرآن حضرت ابوبکر صدیق رضؓ کے واسطے سے ، شروط تفسیر قرآن ، تفسیر آیات متشابہات اور مسئلہ نسخ در قرآن وغیرہ کو خوب واضح کیا ہے ۔

"ذکر برخی از تراجم و تفاسیر قرآن در زبانِ فارسی" کے زیرِ عنوان ان تمام تراجم و تفاسیر کا اجمالی احاطہ کیا ہے جو تبلیغِ قرآن کے ابتدائی دور سے لے کر حضرت مخدوم نوح ہالائی (متوفی ۹۹۸ھ) اور ان کے بعد حضرت شاہ عبدالرحیم، شاہ ولی اللہ، ان کی اولاد اور ان کے عہد کے دیگر علماء و فقہا کے توسط سے معرضِ وجود میں آئے۔

ان کی نگارش سے ثابت ہوتا ہے کہ برصغیر میں فارسی زبان میں جتنے ترجمے ہوئے اور تفسیریں لکھی گئیں ان میں حضرت مخدوم نوح ہالائی کو اولیت حاصل ہے یعنی حضرت مخدوم کا ترجمہ پاک و ہند میں قرآن کا پہلا مکمل فارسی ترجمہ ہے۔ ان سے پہلے جن حضرات نے ترجمے کیے وہ کسی سورہ یا پارے تک محدود تھے، مکمل فارسی ترجمہ یہی ہے۔ چالیس صفحات کے مقدمے میں مخدوم نوح ہالائی کے حالات اور ان کے علمی و تحقیقی مرتبے کی بھی وضاحت کی گئی ہے۔

حواشی

لہ اس ترجمے کے بارے میں ڈاکٹر غلام مصطفےٰ خاں صاحب "وحیِ منظوم" مصنفہ علامہ سیماب اکبرآبادی (مطبوعہ سیماب اکیڈمی کراچی ۱۹۸۱ء) کے دیباچے میں تحریر فرماتے ہیں:

"دہلی سے عرصہ ہوا فارسی کے دو ترجموں والا قرآن پاک شائع ہوا تھا۔ ان میں سے ایک ترجمہ شیخ سعدی سے منسوب کیا گیا۔ ایسا نہیں ہے، بلکہ یہ ترجمہ حضرت علی ابن محمد المعروف میر سید شریف جرجانی (متوفی ۸۱۶ھ) کا ہے اور دوسرا ترجمہ شاہ ولی اللہ دہلوی (متوفی ۱۱۷۶ھ) کا ہے لیکن شاہ صاحب سے پہلے مخدوم نوح ہالائی (متوفی ۹۹۸ھ) نے فارسی میں ترجمہ کیا تھا جس کا ایک پارہ راقم (ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خاں) نے شائع کیا تھا۔"

کہ یہ عاجز فقیر (وفا راشدی) کی خوش قسمتی ہے کہ اسے علامہ غلام مصطفےٰ قاسمی جیسے استادِ معظم کی براہِ راست رہنمائی اور ان کے "مقدمہ" کی روشنی میں حضرت مخدوم نوح ہالائی کے ترجمۂ فارسی کے بارے میں یہ چند سطریں قلم بند کرنے کی سعادت حاصل ہوئی۔

۳؎ ذکرِ برخی از تراجم و تفاسیر قرآن در زبانِ فارسی از علامہ غلام مصطفیٰ قاسمی ص ۱۵-۱۶
۴؎ ملاحظہ ہو ابیات شاہ کریم مترجم ڈاکٹر نجم الاسلام مطبوعہ انسٹی ٹیوٹ آف سندھالاجی سندھ یونیورسٹی جام شورو ۱۹۸۷ء